

آخرت میں جوابدہی کا احساس

آخرت کی ہولناکیاں اور صحابہ کرامؓ کا خوف آخرت

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم .
واما من خاف مقام ربہ ونہی النفس عن الہوی فان الجنة هی الماوی (آیت ۲۶ سورۃ النزعۃ)
ترجمہ: اور جو کوئی ڈرا ہو اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے سے اور روکا ہو اس نے اپنے نفس کو خواہش سے پس جنت ہی اس کا ٹھکانہ ہے۔

وفی مقام آخر قال اللہ عز وجل ولمن خاف مقام ربہ جنتن (آیت ۲۶ سورۃ رحمان)

ترجمہ: اور جو کوئی ڈرا کھڑے ہونے سے اپنے رب کے سامنے اس کے لیے (جنت میں) دو باغ ہیں۔

گذشتہ جمعہ کے معروضات کا خلاصہ آپ حضرات کو یاد ہو گا کہ آرزو اور مقصد اعظم تو ہر مسلمان کا یہ ہے کہ اسے جنت حاصل ہو لیکن وہ کیسے حاصل ہوگی اس کے حصول کا مختصر مگر جامع راستہ اور گُر کونسا ہے؟
معالجہ روحانی پر اعتماد:

ان دونوں آیات میں مالک الملک نے مختصر الفاظ میں بیان فرمادیا ہے یہ کوئی انوکھی اور عقل و سمجھ میں نہ آنے والا نسخہ نہیں جیسے کہ گذشتہ جمعہ میں عرض کر دیا تھا اس عالم اسباب میں بھی مقصود اور مطلوب تب حاصل ہوتا ہے جب اسکے لیے مقرر کردہ اسباب و عوامل کو بروئے کار لایا جائے، دنیا میں ایک مریض اپنا مطلوب یعنی صحت سے بالامال اس وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک اپنے معالج کے بتائے ہوئی دوا اور طریق کار پر سو فیصد عمل نہ کرے۔

آخرت میں جواب دہی کا احساس:

پہلے آیت میں گناہوں سے محفوظ رہنے کے دو طریقے یعنی روحانی اصلاح اور اعضاء کو اللہ کے بتائے ہوئے اصولوں کو مد نظر رکھ کر استعمال میں لانے کے لیے اہم و ضروری عقیدہ یہ ہے کہ مجھے ایک دن اپنے مالک حقیقی کے سامنے حاضر ہونا ہے، یہ تصور ایسا راسخ ہونا چاہیے کہ شیطان جب بھی گناہوں کو خوبصورت انداز میں پیش کرنے کے بعد انسان کو اس پر عمل کرنے کا کہتا ہے تو اسے اپنے مالک کے سامنے لائے کہ اللہ کے سامنے

میرے پیشی کے موقع پر اس عمل کے بارے میں پوچھا جائے گا، مجھے جواب وجہ پیش کرنا ہوگا، تو میں کیا جواب وجہ کا دلیل پیش کروں گا، یہی انسان فوراً شیطان کے مکاری اور چال بازی کے جال میں گرفتار ہونے سے بچ جائیگا

خواہشات نفس سے بغاوت:

اسی آیت مبارکہ میں اللہ کے دربار میں حاضری کیلئے ایک اور علاج یہ بیان کیا گیا کہ اپنے نفس کو اس کے خواہش پر عمل کرنے سے روک کر ازلی دشمن شیطان لعین کے بربادی سے اپنے آپکو بچایا جاسکتا ہے بد قسمتی سے پہلو میں بیٹھے ہوئے اس خطرناک دشمن لعین کو مسخر کر کے اس کے اصلاح سے ہم غافل ہیں، جو کچھ یہ مانگتا ہے، اس کو دینا اپنا اولین فریضہ سمجھتے ہیں، اس کے ہر حکم کی فوراً تعمیل کو اپنے لیے سعادت و فخر کا ذریعہ سمجھتے ہیں، اس کے خواہشات کی تکمیل کی راہ میں اپنے پرانے اور حلال و حرام کی تمیز کرتے ہیں اور نہ احکامات الہی کی رعایت کو ملحوظ خاطر رکھتے ہیں، اور غم و فکر دوسروں کی اصلاح کی رہتی ہے، کہ فلاں اس گناہ کا مرتکب ہو رہا ہے۔ اور فلاں اس برے عمل کا شائق ہے، اور اپنے ساتھ نفس امارہ بالسوء کی شکل میں جو اڑدھام نہ کھولے ڈسنے اور مارنے کے موقع کے انتظار میں ہے اس کی جانب توجہ ہی نہیں۔

حقیقی پہلوان کون ہے؟

اصل پہلوان وہ نہیں جو دنگل کے میدان میں اپنے سے مضبوط و خطرناک پہلوان کو بچھا ڈے بلکہ حقیقی پہلوان وہ ہے جو اپنے سب سے قریبی اور دن رات کے ساتھی جو کبھی جدا ہونے کا نام بھی نہیں لیتا، اسے شکست دے کر صراط مستقیم پر لانے کے بعد اس کو اپنا مطیع و مسخر بنادے، اور یہ تب ہوگا کہ جس چیز کی نفس امارہ خواہش مند ہو اس سے منہ موڑ کر اس کے خلاف عمل کرو۔ اتنے آسانی سے یہ نہ شکست تسلیم کرتا ہے اور نہ راہ راست پر آتا ہے بلکہ اس کے ساتھ اس سلوک پر دوام اور ثابت قدم رہتا ہے اس کو مطیع اور فرمانبردار بنانے کا بہترین طریقہ ہے۔

حضرت تھانویؒ کا ارشاد:

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے بقول ہر کام کرتے وقت سوچ لیا کرو کہ اس میں نفس کو مزہ آتا ہے یا نہیں اگر مزہ اور لذت محسوس ہو تو جان لیجئے کہ یہ گناہ کی ایک صورت ہے اگر اس کے بد اثرات کو زائل کرنا ہے تو اسی وقت لذت کو اپنے اوپر مسلط اور غالب نہ کرو بلکہ خود اس کے اوپر غالب ہو جاؤ فوراً اس فعل بد کے برے اثرات خواہ دنیاوی ہوں یا اخروی اور ان پر مرتب ہونے والے عذاب و سزا کو سامنے رکھ کر وقتی لذت و مزہ اور دائمی شرمندگی اور تکلیف کا آپس میں موازنہ کرنے کے بعد آئندہ نفس کی اطاعت پر عمل کرنے کا تصور بھی نہ کرنا، اس خوف کی موجودگی میں پھر گناہ پر عمل کرنا ناممکن ہو جائیگا۔

دنیا میں محاسبہ اور عدالتی نظام میں تو مظلوم درود کی خاک چھاننے اور تمام زندگی عدالتوں میں تاریخیں بھگتنے میں صرف کر کے پھر بھی فیصلہ کی حسرت دل میں ساتھ لے کر موت کی وادی میں داخل ہو جاتا ہے، مگر خالق کے سامنے پیش ہونے کا سلسلہ بہت لمبا چوڑا اور طویل نہ ہوگا بلکہ تین تاریخوں میں محاسبہ کا فیصلہ ہو کر جنت یا دوزخ کا پروانہ مل جائے گا۔ رحمت دوعالم ﷺ کا ارشاد ہے: عن الحسن عن أبي هريرة قال قال رسول الله ﷺ يوم القيامة ثلث عرضات فاما عرضتان فجدا ل ومعاذير واما العرضة الثالثة فعند ذالك تطير الصحف في الايدي فاخذ بيمينه واخذ بشماله (رواه احمد والترمذی)

ترجمہ: حضرت حسن بصریؒ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن اللہ کے سامنے لوگوں کو تین دفعہ پیش کیا جائے گا دو دفعہ تو بحث و جرح اور غرر آرائی ہوگی اور تیسرے مرتبہ پیشی پر (جب سوال و جواب اور حساب کتاب کے مراحل مکمل ہو چکے ہوں گے) عمل نامے اڑاؤں کے ہاتھوں میں پہنچ جائیں گے۔ آخرت کی سعادت اور رسوائیاں:

ان میں سے کچھ لوگ اپنے دائیں ہاتھ میں عمل نامے وصول کر لیں گے، اور بعض لوگ بائیں ہاتھ میں عمل نامے حاصل کر لیں گے، یہاں یہ بات یاد رکھیں کہ دائیں ہاتھ میں لینے والے دیندار، پرہیزگار، خوش قسمت اور سعادت مندوں کے زمرہ میں شامل ہوں گے اور بائیں ہاتھ والے نافرمان، بد بخت، گناہ گار اور جہنم کے حقدار ہوں گے۔ جبکہ دائیں ہاتھ میں ملنے والا عمل نامہ حاصل کرنے والوں کیلئے یہ جنت کا پروانہ ہوگا۔ محاسبہ کا یہ عمل چند سو یا چند ہزار لوگوں کے درمیان نہ ہوگا بلکہ اس نجات یا تباہی کا معاملہ اور چھان بھک اولین و آخرین یعنی اربوں کھربوں لوگوں کے سامنے ہوگی۔ اس چند روزہ زندگی کے کم تعداد میں لوگوں کے سامنے رسوائی کو ہم میں سے ہر ایک اپنے لیے بے عزتی، تحک اور احانت سمجھ کر ایسے مواقع سے محفوظ رہنے کی کوشش کرتا ہے۔ رب مخلوقات کے سامنے حاضری کے موقع پر خدانہ کرے ذلت و رسوائی سے بچنے سے آج ہم میں سے اکثر ایسے غافل ہیں جیسے اگلے عالم میں ہمارا کسی کے سامنا ہی نہ ہوگا، دنیا کے جج اور قاضی کے سامنے عیاری، چالاکی، مکاری، چرب زبانی اور رشوت وغیرہ سے اپنا کام ناجائز طریقہ سے نکالا جاسکتا ہے اور زیادہ یہی کچھ ہو رہا ہے۔ مگر احکم الحاکمین کو تو نہ دھوکا دیا جاسکتا ہے نہ اور کوئی لالچ کا رآمد ہو سکتی ہے۔

بارگاہِ احکم الحاکمین میں پیشی:

اس دنیا کا ایک معمولی افسر جب اپنے ماتحت کو جوابدہی کیلئے اپنے آفس بلاتا ہے تو ہزار بار آپ نے دیکھا

ہوگا کہ ماتحت پر ہیبت طاری ہو کر ہونٹ اور ہاتھ کاپٹنے لگتے ہیں، ٹانگوں میں لرزہ پیدا ہو کر کھڑا ہونا مشکل ہو جاتا ہے تو جس دن جسے قیامت کہا جاتا ہے جس میں ہزار ہادہشت، خوف و پریشانیوں کا جھوم ہوگا اور پھر بادشاہوں کے بادشاہ رب العالمین جسکے رعب و دبدبہ کے سامنے دنیا کے بڑے بڑے افسر کے رعب اور دبدبہ کی کوئی حیثیت اور وقعت ہی نہیں اسکی پُر جلال بارگاہ میں کھڑے ہونے والوں کا کیا عالم ہوگا، اس مرحلے کی آسانی کا نسخہ ”مرشد اعظم علیہ السلام“ نے بیان فرما کر امت پر اپنے شفقت اور مہربانی کا اظہار جس انداز سے فرمایا۔ اسکی حضور اقدس ﷺ کی اس فرمان میں موجود ہے: وعن ابی سعید الخدریؓ اے الی رسول اللہ ﷺ فقال اخبرونی من یقوی علی القیام یوم القیامۃ الذی قال اللہ عزوجل یوم یقوم الناس لزب العالمین فقال ینخف علی المؤمن حتی یكون علیہ کالصلوۃ المکتوبہ۔ ترجمہ: حضرت ابو سعید الخدریؓ روایت کرتے ہیں کہ ایک دن میں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ مجھے یہ بتائیے کہ قیامت کے دن جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جس دن تمام لوگ ایک ایک کائنات کے مالک یعنی اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑے ہوں گے، کسی فرد کو (محاسبہ) کے لیے رب العالمین کے سامنے کھڑے ہونے کی سکت اور ہمت ہوگی، آنحضرت ﷺ نے فرمایا قیامت کا دن مومن کے لیے آسان کر دیا جائے گا حتیٰ کہ وہ دن اس پر فرض نماز کی ادائیگی کے وقت کے برابر ہو جائیگا۔

آخرت کی ہولناکیاں:

محترم حضرات! ہم نے اس ہیبت ناک منظر کے بارہ میں اپنے صبح و شام کے مصروفیات اور شور و غل میں مشغول رہنے کے ساتھ کبھی کبھار وقت نکال کر غور بھی کیا ہے، کہ اس سخت دن کیلئے ہم کیا تیاری کر رہے ہیں جو مسلمان کیلئے فرض نماز ادا کرنے کے مقدار کر دیا جائے گا اور کافر کیلئے پچاس ہزار سال کے برابر ہوگا، یعنی حقیقت میں تو وہ دن نہایت طویل تو ہوگا مگر ایمان کے نعمت سے مالا مال خوش قسمت کیلئے باوجود لمبا اور مصائب سے بھرپور ہونے کے اللہ اتنا آسان کر دے گا، جتنا وقت فرض نماز کی مختصر مدت میں گزرتا ہے، دنیا کی زندگی میں بھی ہم اور آپ اس کیفیت سے گزرتے ہیں اور اذیت اور مصیبت میں گرفتار شخص پر ایک گھنٹہ، سال کے برابر طویل اور لمبا ہو جاتا ہے کبھی کبھی شب کے دوران دانت یا کسی اور عضو میں تکلیف جب شروع ہوتی ہے تو تکلیف میں جتا شخص سمجھتا ہے کہ رات تو ختم ہونے کا نام ہی نہیں لیتی جبکہ سکون و راحت کی نیند سونے والے پر یہی رات ایسا محسوس کرتا ہے کہ لحوں اور سیکنڈوں میں گزر کر نیند کا کوٹا پورا نہ ہونے کی شکایت کرتا ہے۔ جس شخص کا عقیدہ اور اعمال کامل و مکمل ہو گئیں اس کیلئے یہ سخت لمحات بہت زیادہ مختصر، اور جس کے اعمال و کردار میں شریعت کے اعتبار سے کمی اور کمزوری ہو اس کیلئے ہیبت و اذیت سے یہ معمر دن ذرا کم مختصر کر دیا جائیگا۔

حضرت ابن عمرؓ کا خوف آخرت:

حضرت ابن عمرؓ جب سورت تطفیف کی تلاوت کرتے وقت اور آیت ”یوم یقوم الناس لرب العالمین“ پر پہنچتے تو اللہ کے سامنے کھڑے ہونے کے خوف سے بد حال ہو جاتے۔ حالت ایسی ہو جاتی کہ اس آیت کے مزید آیات کا پڑھنا بھی ناممکن ہو جاتا۔ اور دوسری طرف ہم ہیں۔ کہ زبانی کلامی عقیدہ تو یہی ہے۔ کہ ہم میں سے ہر ایک کو روز مقررہ اپنے ہر عمل کے لیے اللہ کے سامنے پیش ہونا ہے مگر عملاً حقوق اللہ کی پاسداری اور نہ حقوق العباد کے ادا ہونے کا خوف ہے۔ شاید اس غلط فہمی میں مبتلا ہیں کہ بس ہمارے لیے صرف کلمہ شہادۃ پڑھنا ہی کافی ہے نہ سماجی زندگی میں اسلامی احکامات کی پابندی اور نہ معاشرتی زندگی اللہ و رسول ﷺ کے احکامات کے مطابق گزر رہی ہے۔ عمل سے تو ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے ہم میں اکثر لوگوں نے اس بڑے اور خوفناک دن اور عظیم الشان ذات حق تعالیٰ جل جلالہ کے رو برو کھڑے ہونے کو بھلا دیا ہے اس غم و فکر کی جگہ نابالغ سے لیکر شیخ فانی تک حضرات ایک ہی مقصد لئے ہوئے ہیں کہ اس مادی و فانی دنیا کے اسباب قیض کیسے حاصل کیے جائیں، سب کچھ اسی چند سالہ زندگی ہی کو سمجھ بیٹھے ہیں۔

حضرت ابو ذر غفاریؓ:

حضرت ابو ذر غفاریؓ جو کہ آسمان رشد و ہدایت کے ستاروں یعنی صحابہ کرام میں ان اکابر صحابہ میں سے ہیں جو اپنے زہد و قناعت و فقر و استغناء کی وجہ سے دنیا کے تمام لذتوں، اسباب عیش و عشرت سے دور رہے جن کے بارے میں آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے: عن ابی ذر قال قال رسول اللہ ﷺ ما اظلت الخضراء ولا اقلت العنبراء من ذی لہجۃ اصدق ولا اولی من ابی ذر شبہ عیسیٰ بن مریم یعنی فی الزہد (رواہ الترمذی)

ترجمہ: حضرت ابو ذرؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کسی ایسے بولنے والے پر نہ تو فیلے آسمان نے سایہ کیا اور نہ زمین نے اسکو اٹھایا جو ابو ذرؓ سے زیادہ راست گو ہو۔ اور اللہ اور اللہ کے رسول کا حق ابو ذرؓ سے زیادہ ادا کرنے والا ہو، وہ ابو ذرؓ جو حضرت عیسیٰ ابن مریمؑ کے ساتھ زہد میں مشابہ ہیں یعنی وہ حق و سچ کے بیان میں کسی مصلحت، چشم پوشی اور مدح و ستائش کا شکار بھی نہیں ہوئے ان کے زہد و تقویٰ اور دنیا اور اسباب دنیا سے لائقہ کی حالت ایسی تھی کہ اس فانی دنیا کے جائز و مباح اعمال و لذتوں سے بھی احتراز کرتے حضرت عیسیٰؑ سے مشابہت کی وجہ بھی ان کا زہد و تقویٰ اور مجرد یعنی بغیر شادی کے زندگی گزارنا تھا۔

حضرت ابو ذر غفاریؓ کی ایک تمنا:

اس عظیم المرتبت اور اوصاف جلیلہ پر فائز صحابی کے خوف خدا کی وجہ سے اپنے بارے میں کیا رائے ہے: عن ابی ذر قال قال النبی ﷺ انی اری ما لا یرون و اسمع ما لا تسمعون اطت السماء و حق لها ان تاط

والذي نفسى بيده ما فيها موضع اربع اصابع الا وملك واضع جبهته ساجداً لله والله لا تعلمون ما اعلم لضحككم قليلاً ولبكيتم كثيراً وماتلذذتم بالنساء على الفرسات ولخرجتم الى الصعدات تجارون الى الله قال ابو ذر يلبتنى كنت شجرة تعضد (رواه احمد والترمذی)

ترجمہ: حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت کر رہے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا جو کچھ میں دیکھتا ہوں تم نہیں دیکھتے اور جو کچھ میں سنتا ہوں تم نہیں سنتے، آسمان میں سے آواز نکلتی ہے اور اس سے آواز کا لکنا بجا ہے قسم ہے اس ذات کی جسکے ہاتھ میں میری روح ہے آسمان میں چار اٹھلیوں کے مقدار ایسی جگہ نہیں جہاں فرشتے خدا کے حضور اپنا سرجمہ ریز نہ کیا ہو، خدا کی قسم اگر تم اس چیز کو جان لو جسکو میں جانتا ہوں (یعنی روز قیامت کی اذیت، عذاب قبر و دوزخ کی شدت، اللہ کے حضور پیش ہونا وغیرہ) تو یقیناً تم لوگ بہت کم ہنسو گے بلکہ زیادہ تر روؤ گے، اپنی عورتوں سے بستروں پر لذت حاصل کرنا ترک کر کے جنگلوں کی طرف فرار اختیار کر لو گے۔ حضرت ابو ذر نے یہ روایت سنانے کے بعد کہا کہ کاش! میں ایک درخت ہوتا جس کو کاٹا جاتا یعنی روز قیامت کی سختیوں، عذاب قبر، اور مالک الملک کے دربار میں ان کے سامنے اعمال کی جو ابدي جیسے سخت مراحل سے گزرنا نہ پڑتا۔ اور دنیا کے رہنے والوں کو شیطان جن گناہوں کے داؤچ میں گھیر کر معاصی کے ارتکاب پر مجبور کر دیتا ہے ان گناہوں کی رسوائی و ذلت سے میں محفوظ رہتا۔ یہ میرے اور آپ جیسے ایک عام گناہوں میں جلا شخص کی آرزو نہیں بلکہ ایک عظیم انسان کی دردناک تنہا ہے جس کے بارے میں رحمت للعالمین نے گواہی دی جو ابھی آپ سن چکے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ آسمان کے نیچے اور زمین پر ابو ذر سے زیادہ راست گو اور حق پر قائم رہنے والا زاہد و مستغنی جسکی تشبیہ جلیل القدر پیغمبر حضرت عیسیٰ سے دی کوئی اور زیادہ نہیں۔

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ:

اصحات المومنین میں حضرت عائشہ گورب کائنات نے اہم مقام اور فضائل سے نوازا، شیخی و والدی حضرت مولانا عبدالحق نور اللہ مرقدہ اپنے وعظ میں ان کے فضائل بیان کرتے وقت ان کی عظمتوں پر بے شمار دلائل پیش فرماتے جن میں ایک یہ بھی ہے کہ حضرت عائشہ پر منافقین نے تہمت لگانے کی جرات کی اور اللہ تعالیٰ نے ان کی براہ کے لیے دس آیات قرآنی نازل فرمائے، یہ فضیلت اور کسی صحابی یا صحابیہ کو حاصل نہیں۔ حضرت جبرائیل جب حضور ﷺ کے پاس وحی لکھ آتے حضرت عائشہ پر سلام پیش کرتے۔ جیسے روایت ہے: عن ابی سلمة ان عائشة قالت قال لی رسول اللہ یا عائشة هذا جبرائیل یقرئک السلام قالت وعلیہ السلام ورحمة اللہ وھو یؤری

مالا رانی (رواہ بخاری ومسلم)

ترجمہ: حضرت ابی سلمہ سے روایت ہے کہ ام المومنین حضرت عائشہ نے کہا کہ ایک روز حضور ﷺ نے مجھ سے فرمایا

عائشہ یہ جبرائیل علیہ السلام تکو سلام کہتے ہیں، عائشہ نے جواب میں کہا علیہ السلام ورحمۃ اللہ، عائشہ فرماتی ہیں حضور اکرم ﷺ جبرائیل کو دیکھ رہے تھے اور میں ان کو نہیں دیکھ رہی تھی یہ اعزاز کسی اور بیوی کو حاصل نہ تھا، علی کمال کی حالت یہ تھی کہ ابوموسیٰ اشعرؓ کے بقول ہم حضور ﷺ کے صحابہؓ کو جب بھی کسی دینی مسئلہ میں مشکل پیش آتی ہم حضرت عائشہ کے پاس جا کر مسئلے کا حل ان سے پوچھ لیتے اور انہی سے معلوم کر کے اپنے مشکل ترین مسائل کو حل کر دیتے، سخاوت اس حد تک رہی، ستر اور ایک لاکھ درہم جب ہاتھ میں آتے، سارے درہم کو مساکین، یتامیٰ و فقراء پر فوراً تقسیم کر دیئے اور خود لباس میں کٹی پیوند لگے ہوئے تھے، افطار کے وقت جب کھانے کے لیے اور کچھ موجود نہ تھا، جو کی خشک روٹی اور زیتون کے تیل سے افطار فرمایا۔ وہ عائشہؓ جن کے بارہ میں آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے کہ ”فان الوجی لم یأتنی وانا فی ثوب امرأۃ الا عائشہ“ یعنی وحی میرے پاس اس وقت نہیں آتی جب کسی بیوی کے لحاف یا چادر میں ہوں، ماسوائے عائشہ کے کہ اگر ان کے ساتھ ایک ہی چادر میں رہوں تو بھی وحی کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ سروردو عالم ﷺ کا عائشہ سے محبت کا عالم یہ تھا کہ آپ نے ایک موقع پر فرمایا: ”الا فحبیب ما احب قالت بلیٰ قال فاحبی ما احب“ اپنی بیٹی حضرت فاطمہ سے حضور ﷺ نے فرمایا کیا تو اس سے محبت نہیں رکھتی جس سے میں محبت کرتا ہوں، فاطمہ نے کہا کیوں نہیں آپ نے فرمایا پھر تم عائشہ سے محبت رکھو۔

حضرت عائشہ کا فکر آخرت:

محترم حضرات! حضرت عائشہ کے مناقب اور آنحضرت ﷺ کا ان سے بے انتہاء تعلق و محبت کے بارے میں احادیث بھرے پڑے ہیں ان کے بیان کے لیے طویل وقت بھی بہت کم ثابت ہوگا، ان کے زہد و تقویٰ اور حضور ﷺ کا ان سے خصوصی محبت کے ذکر سے۔ غرض یہ ہے کہ ان لاتعداد خصوصیات کے باوجود خدا کا خوف و خشیت اتنا تھا کہ فرمائیں کاش! میں پیدا نہ ہوتیں یا کاش! میں ایک پتھر ہوتی، درخت کا ایک پتہ ہوتی تاکہ قیامت کے دن حساب کتاب سے بچ جاتی۔ امیر المومنین سیدنا حضرت عمر فاروقؓ جن کے بارے میں حضور ﷺ کا ارشاد ہے ”لو کان بعدی نبی لکان عمر ابن الخطاب“ اگر میرے بعد کسی اور نبی کا دنیا میں ورود ہوتا تو وہ عمر ابن الخطابؓ ہوتے۔ زندگی میں آنحضرت ﷺ نے جنتی ہونے کی خوشخبری دی۔ عن ابی سعید الخدریؓ قال قال رسول اللہ ﷺ ذاک الرجل ارفع امتی درجۃ فی الجنة قال ابو سعید واللہ ما کنا نری ذلک الرجل الا عمر بن الخطاب حتی مضی لسبیلہ (رواہ ابن ماجہ)

حضرت ابوسعید الخدریؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا وہ شخص میری امت میں جنت کا بلند ترین مرتبہ رکھنے والا ہے، ابوسعیدؓ نے فرمایا اس شخص کے بارے میں قسم ہے اللہ کی ذات پر اس کے علاوہ اور کچھ نہیں تھا

کہ اس سے حضرت عمرؓ بن خطاب کی ذات مراد ہے حضرت عمرؓ جب تک دنیا میں رہے ہم اپنے اسی خیال پر قائم رہے۔ حضرت عمرؓ کے منقبت و عظمت پر حضور ﷺ کے یہ دو ارشادات بطور نمونہ عرض کر دیئے ورنہ ان کی خصائص، کمالات اور دین حقہ پر مضبوطی سے قائم رہنے کے واقعات کے بیان کے لیے کئی دن بھی ناکافی ہیں۔

حضرت عمرؓ اور ایک بڑھیا کی خبر گیری:

ان تمام اوصاف کے باوجود اللہ کے سامنے حاضری اور جوابدہی کا اتنا خوف کہ حسب معمول خلافت کے دوران مدینہ کی گلیوں میں رعایا کی احوال کی خبر گیری کے دوران ایک بوڑھی سے واسطہ جواب پنے بھوکے بچوں کو خالی ہنڈیا چولہے پر رکھ کر بہلا رہی تھی، نہ ہاڑی میں پکٹنے کے لیے کچھ تھا، نہ اس کے گھر میں کھانے کے لئے کوئی چیز موجود تھی، بڑھیا اپنی بھوک سے زیادہ بچوں کی بھوک کی وجہ سے رونے پر پریشان تھی۔ بولنے لگی کہ حضرت عمرؓ سے مل کر یہ بتانا چاہتی ہوں کہ بحیثیت امیر المومنین ہمارے بچوں کے بھوک و افلاس کو ختم کرنے کی ذمہ داری آپ پر تھی، اپنی ڈیوٹی انہوں نے کیوں پوری نہیں کی۔ روزِ محشر بھی ان سے یہی پوچھوں گی۔ وہ یہ نہ پہچان سکی کہ ان سے مکالمہ کرنے والا شخص ہی عمرؓ ہے فوراً واپس گھر روانہ ہوئے، کھانے پینے کے اشیاء خود اپنے کمر پر اٹھائیں، غلام نے اصرار کیا کہ آپ یہ ہماری سامان نہ اٹھائیں میں اٹھانے اور سنبھالنے کے لیے حاضر ہوں مجھے اٹھا کر بڑھیا کے گھر لے جانے دیں۔ حضرت عمرؓ نے انکار کرتے ہوئے فرمایا: قیامت کے دن جب اللہ کے سامنے حاضری ہوگی بحیثیت امیر المومنین مجھ سے پوچھا جائے گا نہ آپ سے۔ خوراک پہنچا کر خود پکانے کے بعد ان بچوں اور بڑھیا کو کھلا کر اطمینان حاصل ہوا، حضرت عمرؓ کی خبر گیری اور رعایا کی دادری کو دیکھتے اور اس دور کے مسلمان حاکموں کی رعایا کی خبر لینا اور مشکلات دور کرنا تو دور کی بات ہے اگر ان کا بس چلے تو بھوک و افلاس اور مہنگائی کی چکی میں تمام رعایا کو مار ڈالیں، ایسے سنگدل کہ نہ روزگاری فکر نہ تعلیم و صحت اور فلاح و بہبود کا کوئی کارنامہ۔ صحابہ کرامؓ کے کرامات و کمالات کی یہی وجہ تھی کہ ان کے قلوب میں ہر وقت اللہ کے سامنے پیش ہونے کا خوف اور نفس کے خواہشات کو شکست دینے کا معمم ارادہ و عزم تھا۔ اور اس دور کے حکمران ان دونوں جذبات سے بالکل عاری ہیں، یہی کیفیت عام مسلمانوں کی بھی ہے۔ خوفِ خدا نہ ہونے اور نفس کی پیروی کو اپنا اوڑھنا کچھوٹا بنا کر اصلاح احوال کی کوئی صورت ہی نظر نہیں آتی، اگر آج امت کا ہر فرد ان دونوں اللہ کے بتائے ہوئے راستوں کو اختیار کر لے تو پھر نہ اصلاح کے لیے ڈنڈے کی ضرورت ہے نہ فوج اور پولیس کی۔ دنیا میں ظلم کا سلسلہ ختم ہو کر امن و امان کا راج ہوگا۔ اور آخرت میں بھی جنت الفردوس اور دو عالمیشتان باغات بطور اجر و انعام ملیں گے۔

مالک الملک مجھے اور آپ سب کو خوفِ خدا کا جذبہ نصیب فرما کر نفس امارۃ بالسوء جو تمام معاصی کا منبع

وسرچشمہ کے اجراع سے محفوظ رکھے۔ آمین